اَلْیَدُ الْبُسْطٰی فِیْ تَعْیِیْنِ الصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی

کا پہلا اُردو ترجمہ بنام

صلوٰۃ وُسطیٰ کی تحقیق

تالیف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۹۱۰ھ)

ترجمہ و تخریج

محمد غوث رضا برکاتی مصباحی

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

"نور مسجد" کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 021.32439799

طباعتی تفصیلات

کتاب	:	اَلْیَدُ الْبُسْطٰی فِیْ تَعْیِیْنِ الصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ وُسطیٰ کی تحقیق
مؤلف	:	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و تخریج	:	محمد غوث رضا برکاتی مصباحی
سن اشاعت	:	صفر المظفر 1438 ہجری / نومبر 2016
سلسلہ اشاعت	:	271
تعداد	:	4500
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت، پاکستان نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

خوشخبری : یہ رسالہ اس ویب سائٹ پر بھی موجود ہے:

www.ishaateislam.net

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے- بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد ﷺ پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت وطریقت پر-

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ﴾ (البقرۃ:238)

ترجمہ: نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

صدرالافاضل مفتی سید نعیم الدین قادری اشرفی مرادآبادی **الصَّلٰوۃ الۡوُسۡطٰی** کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت امام ابو حنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔

صلوۃ وُسطیٰ پر کچھ اہم تصانیف

1) کتاب الجواب عن قولہ تعالی: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى: امام المقری ابی داود سلیمان بن ابی القاسم نجاح اندلسی قرطبی (413 – 496ھ)

2) جزء في الصلاة الوسطی: امام عَلَم الدین سخاوی (558 - 643 ھ)- آپ نے اس رسالے میں **صلوۃ وُسطیٰ** کے تعلق سے اپنا موقف **نماز وتر** ظاہر فرمایا ہے ۔

3) کشف المُغَطی فی تبیین الصلاۃ الوسطی: امام الحافظ عبد المؤمن بن خلف دمیاطی (613 - 705 ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب **صلوۃ وُسطیٰ** کی تفسیر و تحقیق پر سب سے جامع ہے۔ آئمہ دین و محدثین کے نزدیک کافی مشہور اور مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

4) کتاب فی الصلاۃ الوسطی: امام حافظ ابن کثیر شافعی دمشقی (701 - 774 ھ)

5) منظومۃ فی الصلاۃ الوسطی: امام محمد بن محمد **ابن الشحنۃ** حلبی (ت: 890)- یہ کتاب دراصل کشف المغطي في فضل الصلاۃ الوسطی کی تلخیص ہے-

6) معنی الصلاۃ الوسطی: امام شیخ عبد الغنی نابلسی (ت: 1143)-

7) کشف الغطا عن الصلاۃ الوسطی: امام محمد مرتضی زبیدی حنفی (ت: 1205)

8) **الید البُسطی في تعیین الصلاۃ الوسطی:** یہ امام جلال الدین سیوطی شافعی کی مختصر مگر جامع تصنیف ہے، جس کا پہلا اُردو ترجمہ بنام **صلوۃ وُسطیٰ کی تحقیق** آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔ یوں تو **صلوۃ وُسطیٰ** پر بے شمار کُتُب و رسائل لکھے گئے مگر امام جلال الدین سیوطی شافعی کی یہ مختصر تحریر ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس میں جس جامعیت کے ساتھ **صلوۃ وُسطیٰ** پر اقوال پیش کیے گیے ہیں، وہ اس کے مطالعہ سے ہر قاری پر عیاں ہو جائے گا۔

امام سیوطی نے اس رسالہ میں اپنی شان کے مطابق جمہور آئمہ سے الگ اپنا موقف اختیار کیا ہے اور رسالہ کے آخر میں نماز ظہر کے تعلق سے اپنی رائے کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ رسالہ بڑے ہی دلکش و علمی انداز میں مرتّب کیا گیا ہے اور موجودہ دور میں اس طرح کے علمی کام کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگاتے ہوئے علامہ مولانا محمد غوث رضا برکاتی مصباحی مدظلہ العالی نے اسے اردو زبان میں منتقل کیا اور اس میں وارد نصوص کی تخریج کی ہے ۔ امید ہے کہ حضرت مولانا کی یہ کاوش اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرے گی اور موصوف اپنا یہ علمی سفر جاری رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمارے دوست محترم جناب بشارت علی صدیقی کو

دارین کی خوشیاں عطا فرمائے کہ جن کے ذریعے ہمیں اس رسالہ کو شائع کرنے کی اجازت ملی۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان اس رسالہ کو اپنے سلسلۂ اشاعت نمبر 271 پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اراکین **جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان** کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں مزید دینی و علمی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس رسالہ کو نفع و فیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الحدیث و الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

عرض مترجم

ہمارے اکابرین نے ہم پر جو عظیم احسانات فرمائے ہیں ان کا ہم حق ادا نہیں کر سکتے لیکن ان کے علمی و فکری ورثے کی حفاظت و اشاعت کر کے ان کی روح کو ٹھنڈک ضرور پہنچا سکتے ہیں۔ آج ہمارے حریف ان کی کتابوں کا دھڑلے سے ترجمہ کر کے چھاپ رہے ہیں جس میں یا تو مصنف کا سرے سے نام ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو کہیں باریک حرفوں میں، جب کہ مترجم کا نام سرخیوں میں ہوتا ہے تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اس کتاب کے وجود کا سہرا مترجم ہی کے سر ہے، نیز اس سے یہ ذہن ملتا ہے کہ مصنف بھی مترجم اور ناشر ہی کے مکتب فکر کا ہے۔ بھلا ہو ہمارے مولانا بشارت صاحب صدیقی حیدرآبادی کا، کہ یہ بزرگوں کی کتابوں کا ترجمہ کروا کے چھاپ رہے ہیں۔

زیر نظر رسالہ کا ترجمہ بھی انھیں کی کوشش کا نتیجہ ہے، انھوں نے مجھ سے اس کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کی اور اپنی سعادتوں میں شامل ہونے کا موقع دیا۔ کسی زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں خاص کر عربی زبان کا، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ آسان فرمادے۔ میں نے اس کے ترجمہ میں الفاظ کی رعایت کے ساتھ مفہوم کی وضاحت کی پوری کوشش کی ہے، پھر بھی اگر عبارت کے منشا کے خلاف کوئی جملہ سرزد ہوا ہو تو میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں معافی کا خواستگار ہوں۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں قبولیت سے نوازے۔ آمین

محمد غوث رضا برکاتی مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

بعد حمد وصلوۃ:

صلوۃ وُسطیٰ (درمیان والی نماز) کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہوا جس میں بیس اقوال ہوئے ہیں۔

پہلا قول

یہ ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو العالیہ، حضرت عبید بن عمر، حضرت عطا، حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد اور حضرت ربیع بن انس وغیرہ کے اقوال ہیں۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو قولوں میں سے ایک ہے جو کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی قول ہے اور یہی قول امام مالک[1] اور امام شافعی کا ہے جیسا کہ امام شافعی نے (اپنی کتاب) "الام"[2] میں اس کی صراحت کی ہے۔ ان لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ اس میں قنوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"[3] اور یہ کہ سفر میں قصر نہیں کیا جاتا ہے اور یہ سری اور جہری نمازوں کے بیچ میں ہے۔

---

(1) مؤطا (ص:۹۹، حدیث:۳۱۳):

عن مالک أنه بلغه أن علی إبن طالب رضی اللہ عنہ و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کانا یقولان: الصلاۃ الوسطی: صلاۃ الصبح. قال مالک: و قول علی رضی اللہ عنہ و إبن عباس رضی اللہ عنہما أحب ما سمعت إلیَّ فی ذلک.

امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: صلوٰۃ وسطی، صبح کی نماز ہے۔ امام مالک نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس بارے میں مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(2) الأم، باب الکلام علی وقت الفجر:۷۵/۱-

(3) سورۃ البقرۃ، آیت:۲۳۸-

دوسرا قول

یہ ہے کہ وہ نماز ظہر ہے، اس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کے اقوال ہیں اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے ایک ہے اور امام ابو حنیفہ سے ایک روایت بھی ہے۔ عنقریب اس کی دلیل آئے گی۔

تیسرا قول

یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی کا قول کیا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے ایک ہے، اسی پر حضرت عبیدہ سلیمانی، حضرت نخعی، حضرت حسن، حضرت قتادہ، حضرت ضحاک، حضرت کلبی اور حضرت مقاتل ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام داؤد اور ابن منذر کا مذہب ہے، امام ترمذی نے اسے اکثر صحابہ علما اور غیر صحابہ سے نقل کیا ہے[4]، شوافع کی بڑی تعداد اسی طرف ہے[5] اور مالکیہ میں سے امام ابن حبیب[6]، امام ابن عربی[7] اور امام ابن عطیہ[8] نے اسی کا قول کیا ہے۔

---

(4) جامع ترمذی:۲۲۳/۱، حدیث:۱۸۲، باب ماجاء فی صلاۃ الوسطی أنہا العصر۔

(5) فتح الباری:۱۹۶/۸-

(6) التمہید:۲۸۹/۴-

(7) تفسیر قرطبی بحوالہ "القبس":۲۱۰/۲-

الجامع فی احکام القرآن:۳۰۰/۱ میں ہے: جس نے کہا کہ وہ غیر معین ہے اس کے قول کو انھوں نے دلائل کے تعارض اور عدم ترجیح کے بنا پر صحیح قرار دیا ہے، کہا: اللہ تعالیٰ نے اسے **(صلوۃ وسطی)** نمازوں میں پوشیدہ کر دیا ہے جس طرح لیلۃ القدر کو رمضان میں، ساعۃ کو جمعہ کے دن میں اور کبائر کو سیئات میں پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ مخلوق نمازوں کی حفاظت کرے، پورے رمضان میں قیام کرے، جمعہ کے پورے دن میں ذکر کو لازم کر لے اور تمام کبائر اور گناہوں سے بچے۔

(8) المحرر الوجیز:۳۳۱/۲-

چوتھا قول

یہ ہے کہ وہ مغرب کی نماز ہے، امام ابن حاتم نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا[9]، قبیصہ بن ذؤیب نے اسی کا قول کیا۔ ان لوگوں نے استدلال کیا کہ یہ تعداد رکعات میں معتدل ہے، سفروں میں قصر نہیں کیا جاتا ہے، اس میں غروب آفتاب کے ابتدائی وقت میں سبقت و جلد بازی کی جاتی ہے اور یہ کہ اس سے پہلے ایک سری نماز ہے اور اس کے بعد میں ایک جہری نماز ہے۔

پانچواں قول

یہ ہے کہ وہ عشا کی نماز ہے، اسے امام ابن تین اور امام قرطبی نے نقل کیا اور دلیل پیش کی کہ یہ ایسی دو نمازوں کے بیچ میں ہے جن میں قصر نہیں کیا جاتا ہے اور نیند آنے کے وقت میں ہے اسی لیے اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا۔[10] امام واحدی اور امام بغوی نے کہا: سلف میں سے کسی سے منقول نہیں ہوا کہ یہ عشا کی نماز ہے۔[11]

چھٹا قول

یہ ہے کہ وہ پانچوں نمازوں کا مجموعہ ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسی کا قول کیا، یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے ایک ہے، امام ابن عبد البر نے اسے اختیار کیا اور آیت میں عطف کو عطف کل مراد لیتے ہوئے تاکید کے لیے مانا ہے۔[12]

ساتواں قول

یہ ہے کہ وہ غیر معین طور پر پانچوں نمازوں میں سے ایک ہے، ربیع بن خیثم، سعید بن منصور اور قاضی شریح نے اس کا قول کیا اور امام الحرمین نے اسے اختیار کیا چنانچہ "نہایۃ" میں فرمایا:

---

(9) التفسیر:۴۴۸/۲، نمبر:۲۳۷۵-

(10) الجامع لأحکام القرآن:۲۱۰/۲-

(11) تفسیر بغوی:۲۸۹/۱، یہاں انھوں نے اضافہ کیا ہے: "اسے بعض متاخرین نے ذکر کیا، اس لیے کہ یہ ایسی دو نمازوں کے بیچ میں ہے جن میں قصر نہیں کیا جاتا ہے-"

(12) التمہید:۲۹۴/۴-

"جو شریعت کے محاسن میں سے ہے وہ یہ ہے کہ کسی چیز کے (ثواب کے) یقین پر بھروسہ نہ کیا جائے یہاں تک کہ لوگ تمام نمازوں کی ادا پر حریص ہوں جیسا کہ لیلۃ القدر میں شارع صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔"[13]

امام ابن رفعہ نے کہا:

قاضی حسین نے باب صلاۃ الخوف کے ابتدا میں اسی احتمال کا قول کیا اور کہا: یہی صحیح ہے اور لیلۃ القدر اور یوم جمعہ کی ساعت سے استدلال کیا ہے۔

آٹھواں قول

یہ ہے کہ وہ جمعہ کی نماز ہے، ابن حبیب مالکی نے اسے ذکر کیا۔ اور امام مازری نے "معلم" میں ذکر کیا۔ اور اس کے ساتھ اجتماع اور خطبہ کے خاص ہونے سے استدلال کیا ہے۔

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں اسی کا قول کیا، قاضی حسین نے اپنی تعلیق میں اسے صحیح کہا ہے، اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا:

یہ بہت ضعیف ہے اس لیے کہ مذکورہ نماز کی حفاظت کی تاکید اسی وجہ سے ہو سکتی ہے کہ اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے اور یہ جمعہ کے لیے مناسب نہیں ہے کیوں کہ ہفتہ میں ایک ہی مرتبہ آنے کی وجہ سے لوگ اس کی دوسری نمازوں سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔"[14]

نواں قول

یہ ہے کہ وہ عام دنوں میں ظہر کی نماز ہے اور جمعہ کی نماز ہے جمعہ کے دن۔

دسواں قول

یہ ہے کہ وہ صبح اور عشا کی نماز ہے، ایک ساتھ ۔اس حدیث صحیح کی بنا پر جس میں یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر بھاری ہیں۔ ابہری مالکی نے اسی کا قول کیا۔

---

(13) نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب:۶/۲-

(14) شرح صحیح مسلم:۱۳۱/۵-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

گیارھواں قول

یہ ہے کہ وہ صبح اور عصر کی نماز ہے کیوں کہ دلائل میں یہی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو درمیان والی نماز کہا گیا ہے، لہٰذا قرآن کا ظاہر یہ ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے اور حدیث کی نص عصر کے بارے میں ہے۔

بارھواں قول

یہ ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ہے۔

تیرھواں قول

یہ ہے کہ وہ وتر کی نماز ہے، شیخ علم الدین سخاوی نے اس پر ایک مقالہ لکھا ہے۔

چودھواں قول

یہ ہے کہ وہ صلوٰۃ الخوف ہے۔

پندرھواں قول

یہ ہے کہ وہ عید الفطر کی نماز ہے۔

سولھواں قول

یہ ہے کہ وہ عید الاضحیٰ کی نماز ہے۔

سترھواں قول

یہ ہے کہ وہ چاشت کی نماز ہے۔

اٹھارھواں قول

یہ ہے کہ وہ تہجد کی نماز ہے۔

انیسواں قول

یہ ہے کہ وہ صبح اور عصر کی نماز ہے شبہہ کے طور پر (یعنی یا تو صبح کی نماز ہے یا تو عصر کی) اور یہ گذشتہ قول کے علاوہ ہے جس میں یقین کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ درمیان والی نماز ہے۔

بیسواں قول

توقف ہے۔

امام ابن جریر نے سند صحیح کے ساتھ حضرت سعید ابن مسیب سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب **صلوۃ وُسطٰی** کے بارے میں ایسے اختلاف رکھتے تھے اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیا۔[15]

امام نووی نے "شرح مہذب" میں کہا:

تمام مذاہب میں صرف دو مذہب صحیح ہیں؛ عصر اور مغرب اور احادیث جس کا تقاضہ کرتی ہیں وہ عصر ہے، یہی مختار ہے۔[16]

امام زرکشی نے "الخادم" میں کہا:

بعض فضلا امام شافعی کی طرف اس کی نسبت کرنے میں توقف کرتے ہیں، کیوں کہ عصر کی صراحت کرنے والی احادیث امام شافعی کی مرویات میں سے ہیں اور ان احادیث کے مشہور ہونے کے باوجود اس (**صلوۃ وُسطٰی**) کے بارے میں امام شافعی کا موقف پوشیدہ نہیں ہے۔

امام بیہقی نے "المعرفۃ" میں امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے سنن حرملہ میں فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ عصر کی نماز نہیں ہے۔[17]

امام ابن رفعہ نے "الکفایۃ" میں کہا:

حدیث میں اس پر کوئی دلالت نہیں ہے کہ وہ صبح کی نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز ہے کیوں کہ کلام عرب میں صبح کی نماز پر بھی عصر کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اسی پر محمول کیا جائے گا۔

---

(15) فتح الباری:۱۹۸/۸، تفسیر طبری:۲۲۱/۵، نمبر:۵۴۹۲، در منثور:۶۹/۳-

(16) المجموع:۶۱/۳-

(17) معرفۃ السنن والآثار:۴۷۶/۱-۴۷۷، نمبر:۶۴۴-

امام ابن قتیبہ نے کہا:

فجر اور عصر کی نمازوں کو عصران اور بردان کہا جاتا ہے۔ ایک حدیث اس کی دلیل ہے:

"حافظ على العصرين،قيل وماالعصران؟قال:صلاةقبل طلوع الشمس وصلاةقبل غروبها-"

"عصران کی حفاظت کرو، کہا گیا: عصران کیا ہیں ؟فرمایا: ایک طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز اور ایک غروب آفتاب سے پہلے کی نماز۔" (18)

امام ابن رفعہ نے کہا:

پھر اگر مان لیا جائے کہ جو احادیث ان لوگوں نے ذکر کی ہیں وہ اس کے عصر کی نماز ہونے پر دلالت کرتی ہیں تو ایسی حدیثیں بھی ہیں جو اس کے غیر پر دلالت کرتی ہیں، اور وہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے کہ انھوں نے (اس طرح) قراءت کی:

"حُفظوا على الصلوات والصلاة الوسطى،وصلاة العصر-"

---

(18) ابو داؤد نے اپنی سند سے روایت کیا: ۱۶۳/۱، نمبر: ۴۲۸:

عن عبد الله بن فضاله،عن أبيه، قال: علمنى رسول الله ﷺ فكان فيما علمنى: "وحافظ على الصلوات الخمس"،قال:قلت:إن هذه ساعات لى فيها أشغال فمرنى بأمر جامع إذا أنا فعلته أجزأعنى، فقال:"حافظ على العصرين" وما كانت من لغتنا، فقلت: و ما العصران؟، فقال: "صلاة قبل طلوع الشمس، وصلاة قبل غروبها"

حضرت عبد اللہ بن فضالہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ باتیں سکھائیں ان میں سے ایک یہ تھی: "پانچوں نمازوں کی حفاظت کرو" وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یہ ایسے اوقات ہیں جن میں مجھے زیادہ مشغولیت ہوتی ہے، مجھے ایسی چیز کا حکم دیجیے کہ جب میں سے کروں تو وہ میرے لیے کافی ہو، تو آپ نے فرمایا: "عصرین کی حفاظت کرو" یہ ہماری زبان نہ تھی، میں نے عرض کیا: عصرین کیا ہے ؟تو آپ نے فرمایا: "طلوع آفتاب سے پہلے ایک نماز اور طلوع آفتاب کے بعد ایک نماز۔(مسند امام احمد: ۳۶۸/۳۱، نمبر: ۱۹۰۲۴، سنن کبری للبیہقی: ۳۶۶/۱، نمبر: ۲۰۲۰، معجم کبیر للطبرانی: ۱۸/ ۳۱۹، نمبر: ۸۲۶)

"نمازوں کی حفاظت کرو، درمیان والی نماز کی اور عصر کی نماز کی-"

ایسے ہی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت ہے۔اور جب خبریں آپس میں متعارض ہو گئیں تو ہم نے جو ذکر کیا، وہ معارضہ سے محفوظ رہا لہٰذا اس پر عمل کیا جائے گا۔

امام ابن رفعہ نے کہا:

اس بنا پر ہم موجب حدیث کا قول کرتے ہیں اور وہ یہ کہ وہ (**صلوۃ وُسطٰی**) صبح کی نماز ہے نہ کہ وہ جو آیت میں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قراءت میں) مذکور ہے۔اور اسی کی تائید میں ہے وہ جو قاضی حسین نے کہا کہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خندق کے دن فرمایا:

"شغلونا عن الصلاة الوسطىٰ (صلاة العصر)،ملأ الله بطونهم وقبورهم ناراً.فأنزل الله ذلک اليوم:(حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ)الآية-"

"انھوں نے (کافروں نے) ہمیں درمیان والی نماز، نماز عصر سے روک رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبر میں آگ بھرے-" تو اس دن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃ الْوُسْطٰى-**"

تو بلاشبہ یہ آیت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا وہ آیت کی تفسیر نہیں ہے۔ ابن رفعہ کا کلام یہاں ختم ہوا۔

میں (امام جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں:-

اور یہ ایسی بات ہے جو اب تک میں نے نہیں کہی:

اگر امام (شافعی) رحمۃ اللہ علیہ کی نص سے دلیل کی طرف خروج ضروری ہی ہے تو دلیل جس بات کا تقاضہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کو ترجیح دی جائے، اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ عصر کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئیں ان کی دو قسمیں ہیں : **مرفوع** اور **موقوف**:

موقوف حدیثوں کو حجت نہیں بنایا جا سکتا کیوں کہ وہ اقوال صحابہ ہیں جن کے

معارض دوسرے اقوال صحابہ ہیں مثلاً وہ صبح کی نماز ہے یا ظہر ہے یا صلواۃ خمسہ کا مجموعہ ہے اور جب ایک صحابی کے قول کے معارض دوسرے صحابی کا قول ہو تو اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور اگر دوسرے صحابی کا قول معارض نہ ہو تب بھی اس کے ذریعہ استدلال کرنے میں اختلاف ہے۔

رہی بات **مرفوع** حدیثوں کی تو ان میں اکثر کی سند کلام سے خالی نہیں ہے اور جو کلام سے محفوظ ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں:

مختصر: جو لفظ "الصلاۃالوسطی صلاۃالعصر" کے ساتھ مختصر ہو۔

مطول: جس میں وہ واقعہ ہو جس کے ضمن میں یہ جملہ واقع ہوا۔

مختصر، مطول سے ماخوذ ہے جسے بعض راویوں نے مختصر کیا تو اس کے اختصار میں انھیں وہم پیدا ہوا جسے ہم جلد ہی بیان کریں گے، اور مطول تمام حدیثیں احتمال سے خالی نہیں ہیں لہٰذا ان کے ذریعہ استدلال صحیح نہیں ہو گا۔ سب سے صحیح حدیث اس بارے میں جس پر میں نے "شرح المہذب" میں اقتصار کیا ہے[19] یہ وہ ہے جس کی تخریج امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا:

"شغلونا عن الصلاۃ الوسطیٰ (صلاۃ العصر)،ملأاللہ بیوتہم وقبورہم ناراً۔"[20]

"انھوں نے (کافروں نے) ہمیں درمیان والی نماز، نماز عصر سے روک رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں میں آگ بھرے۔"

اس حدیث کے طُرق میں دو احتمال ہیں:

پہلا احتمال

اور یہ زیادہ ظاہر ہے کہ لفظ "صلاۃ العصر" حدیث مرفوع (کے الفاظ) میں سے نہیں ہے بلکہ یہ حدیث میں **مدرج** ہے، جسے بعض راویوں نے تفسیر کے طور پر درج کر

(19) المجموع:۶۵/۳-۶۶-

(20) صحیح مسلم:۴۳۶/۱، نمبر:۶۲۷-

دیا ہے جیسا کہ اس طرح بہت ساری حدیثوں میں کثرت سے واقع ہوا ہے۔ میں نے اس کا قول پہلے احتمالاً کیا تھا پھر اسے کُتُب حدیث میں منقول دیکھا۔ **فللہ الحمد**-

اس کے مدرج ہونے کی دلیل چند امور ہیں:

پہلا امر: یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں بغیر اس لفظ (صلاۃ العصر) کے مرفوعاً روایت کیا۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں "شغلونا عن الصلاۃ الوسطیٰ"[21] یہ امام مسلم پر امام بخاری کی فضیلتوں میں سے ہے کہ وہ حدیث اور غیر حدیث کو لکھنے کے بعد اس کو مدرجات اور موقوفات سے ممتاز کر دیتے ہیں اسی وجہ سے ان کی صحیح کو اصح کہا جاتا ہے۔

دوسرا امر: یہ ہے کہ اس حدیث کی تخریج امام مسلم نے ایک دوسرے طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے کی ہے ان الفاظ کے ساتھ: "جسونا عن الصلاۃ الوسطی حتی غربت الشمس یعنی العصر" ہے، تو ان کا قول: "یعنی العصر" اس بارے میں صریح ہے کہ یہ کسی راوی کی تفسیر ہے کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تتمہ میں سے نہیں ہے۔

تیسرا امر: یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، جو حدیث کے راوی ہیں ان سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے، اسے امام مالک نے مؤطا میں ان کی روایت سے ذکر کیا۔ اور انھیں سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ ظہر کی نماز ہے، ابن منذر نے اس کی تخریج اپنی تفسیر میں کی۔ تو اگر ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت ہو کہ وہ عصر کی نماز ہے تو اس کی تعدیل ان کی جانب سے نہیں ہوئی۔

چوتھا امر: یہ ہے کہ صحابہ اس میں شدید اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ حضرت سعید ابن مسیب سے منقول ہوا اور اگر ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی نص ہوتی تو وہ اسی کی طرف رجوع کرتے اور اختلاف نہ کرتے۔

(21) صحیح بخاری:۱۰۱/۳، نمبر:۲۷۷۳و۱۵۰۹/۴، نمبر:۳۸۸۵و۱۶۴۸/۴، نمبر:۴۲۵۹و۲۳۴۹/۵، نمبر۶۰۳۳-

دوسرا احتمال

مدرج نہ ہونے کی تقدیر پر احتمال یہ ہے کہ وہ عطف نسق ہو حرف عطف کے حذف کے ساتھ ،بیان اور بدل نہ ہو، اس کی تقدیر یہ ہوگی "شغلونا عن الصلاۃ الوسطی وصلاۃالعصر "اوراس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ غزوۂ احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ کی صرف نماز عصر نہیں فوت ہوئی بلکہ عصر اور ظہر دونوں نمازیں فوت ہوئیں جیسا کہ دوسرے طریق سے روایت ہے۔[22] تو گویا **صلوۃ وُسطٰی** سے ظہر مراد لیا اور عصر کو اس پر عطف کیا۔اس کی مثال کسی قائل کا یہ قول ہے:

کیف أصبحت کیف أمسیت مما
یزرع الودَّ فی فواد الصدیق

ترجمہ: تم نے ان ایام میں کیسے صبح کی اور کیسے شام کی جو ایام دوست کے دل میں محبت کا بیج ڈال رہے تھے۔

قائل کی مراد "کیف أصبحت و کیف أمسیت" ہے۔

ان دونوں احتمالوں کے ساتھ بلاشبہہ حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔اور کیسے ہو سکتا ہے جب کہ امام شافعی نے حدیث روایت کی ،اس پر مطلع ہوئے اور اس کا (عصر کا) قول نہیں کیا،اگر اس کے طرق میں ان کے نزدیک احتمال نہ ہوتا یا کوئی معارض نہ ہوتا تو اس کا قول کرنے سے توقف نہ کرتے اور امام شافعی نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے

(22) اس سے مراد شاید وہ حدیث ہے جسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما،أن رسول الله ﷺ نسی صلاۃ الظهروالعصر یوم الأحزاب، فذکر بعد المغرب، فقال النبی ﷺ :"شغلونا عن الصلاۃحتی ذهب النهار، أدخل الله قبورهم ناراً" فصلاها بعد المغرب-(۲۹۸/۱۰،نمبر:۱۰۷۱۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احزاب کے دن ظہر اور عصر کی نماز بھول گئے، مغرب کے بعد یاد آیا تو فرمایا: "انھوں نے ہمیں نماز سے روک رکھا یہاں تک کہ دن ختم ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں میں آگ داخل کرے" پھر مغرب کے بعد وہ دونوں نمازیں پڑھائیں۔(ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا:"اس میں ابن لہیعہ ہیں اور اس میں ضعف ہے۔ "(۱/۳۲۳)

بارے میں فرمایا:

"یہ حدیث عصر کے علاوہ پر دلالت کرتی ہے۔" یہ ان کی طرف سے معارض کی طرف اشارہ ہے اور یہ قوی معارض ہے۔

امام مُسلم وغیرہ نے اس کی تخریج ایک طرق سے اس طرح کی ہے:

عن أبی یونس مولی عائشۃ رضی اللہ عنہا قال: أمرتنی عائشۃ أن أکتب لها مصحفاً، فأملت علی:حافظوا علی الصلوات وصلاۃ الوسطی وصلاۃ العصر، وقالت: سمعتها من رسول الله ﷺ-[23]

ابو یونس سے روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں ،انھوں نے کہا: مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مصحف لکھنے کا حکم دیا تو انھوں نے املا کرایا:

" حافظوا علی الصلوات وصلاۃالوسطی وصلاۃالعصر- "

(نمازوں کی حفاظت کرو درمیان والی نماز کی اور نماز عصر کی) اور فرمایا: اسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

اس حدیث کی (غیر عصر پر) دلالت کی وجہ یہ ہے کہ عطف مغایرۃ کو چاہتا ہے۔

اگر آپ کہیں: دونوں حدیثیں صحیح الاسناد ہیں تو اس کی پہلی پر تقدیم کی کیا وجہ ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اس کی ترجیح چار وجہوں سے ہے:

پہلی وجہ

یہ ہے کہ اُس کے مرفوع مدرج ہونے میں احتمال ہے بلکہ ادراج اُس میں اس میں زیادہ ظاہر ہے اور یہ قطعاً مرفوع ہے۔

دوسری وجہ

یہ ہے کہ اُس میں حرف عطف کے اضمار کا احتمال ہے۔

تیسری وجہ

یہ ہے کہ یہ (حدیث) اس بات کو بتانے کے لیے لائی گئی ہے کہ یہ قرآن ہے

(23) صحیح مسلم:۳۸/۱،نمبر:۲۰۸-

اگر چہ شاذ قراءت ہے اور شاذ قراءت تفسیر و معنی میں حجت ہوتی ہے۔

چوتھی وجہ

یہ ہے کہ اِس کے طُرُق کثیر اور مخارج و شواہد متعدد ہیں:

کیوں کہ امام مالک وغیرہ نے اس طرح روایت کی:

عن ابن رافع قال: کنت أکتب مصحفاً لحفصة رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ، فأملت علی:حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاة العصر [24]

ابن رافع سے روایت ہے ،انھوں نے کہا: میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا زوج نبی ﷺ کے لیے ایک مصحف لکھ رہا تھا ،انھوں نے مجھے املا کرایا :"حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاةالعصر-"

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں تخریج کی:

عن عبد اللہ بن رافع رضی اللہ عنہ قال :کتبت مصحفاً لأم سلمة فقالت:اکتب حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاة العصر- [25]

حضرت عبد اللہ ابن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انھوں نے کہا: میں نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک مصحف لکھا، توانھوں نے فرمایا:

لکھو! "حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاة العصر"

اور امام ابن ابی داؤد نے ہی (دوسری جگہ) اس طرح تخریج کی:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و أبی ابن کعب رضی اللہ عنہ أنہما قرأ کذلک-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اسی طرح پڑھا۔

اگر آپ کہیں: اس سے جو چیز زیادہ ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ غیر عصر ہے تو یہ کیسے متعین ہو گیا کہ وہ ظہر کی نماز ہے۔ تو میں کہوں گا کہ یہ دو وجہوں سے ثابت ہے:

---

(24) مؤطا:۹۹/۱، نمبر:۳۱۱-

(25) المصاحف:۳۵۹/۱، نمبر:۲۵۰-

پہلی وجہ: یہ ہے کہ صحابہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اس قراءت سے یہی سمجھا ہے کہ وہ ظہر کی نماز ہے۔ شاید یہ عطف میں ترتیب اور (آپس میں دونوں کے) وقت کی قربت کہ وجہ سے سمجھا:

کیوں کہ امام ابن ابی داؤد نے تخریج کی:

عن أبی رافع مولی حفصة رضی اللہ عنہا قال: کتبت مصحفاً لحفصة فقالت: اکتب حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاة العصر ،فلقیت أبی بن کعب فأخبرته فقال: ھو کما قالت، أولیس أشغل ما نکون عند صلاة الظھر فی عملنا و نواضحنا ؟ [26]

ابو رافع سے روایت ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، انھوں نے کہا:

میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک مصحف لکھا توانھوں نے فرمایا:

لکھو! "حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی وصلاة العصر"

میری ملاقات ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان سے بتایا تو انھوں نے فرمایا: وہ ایسے ہی ہے جیسا انھوں نے فرمایا، کیا ہم ظہر کے وقت اپنے کاموں اور چوپایوں کو پانی پلانے میں مشغول نہیں رہتے ہیں؟

یہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا فہم دقیق ہے کہ انھوں نے اس قراءت سے ظہر کی نماز سمجھا، پھر اس کی علت یہ بیان کی یہ لوگوں کے زیادہ مشغول رہنے کا وقت ہے، اور اس میں اتنا اور ملایا جاتا ہے کہ یہ قیلولہ اور سخت گرمی کا وقت ہوتا ہے جیسا کی آگے آئے گا لہٰذا اس کی حفاظت کی تاکید مناسب ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ حدیث مرفوع میں وارد ہوا ہے کہ وہ ظہر کی نماز ہے، اس میں آیت کے سبب نزول کا بیان ہے اور یہ سب سے قوی دلیل ہے جس پر میں نے اس مسئلے میں اعتماد کیا ہے کیوں کہ اصول کے قواعد میں سے ہے کہ جب دو حدیثیں متعارض ہو

---

(26) المصاحف:۳۵۴/۱، نمبر:۲۴۳-

جائیں اور ایک میں سبب کا ذکر ہو تو یہ وجوہ ترجیح میں سے ہے اور اسے اس سے مقدم رکھا جائے گا جس میں سبب کا ذکر نہ ہو۔

اور یہ وہ حدیث ہے جس کی تخریج امام احمد نے، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام ابو داؤد نے، امام ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور اور امام بیہقی نے کی ہے:

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ کان یصلی الظھر بالھاجرۃ وکانت أثقل الصلاۃ علی أصحابہ۔ [27]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھاتے تھے اور یہ ان کے اصحاب پر سب سے سخت نماز ہوتی۔

اور امام ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں:

ولم یکن یصلی صلاۃ أشد علی أصحابہ منھا فنزل: "حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى"

اور جو نماز آپ پڑھاتے ان میں آپ کے اصحاب پر اس سے سخت کوئی نماز نہ ہوتی، تو یہ آیت نازل ہوئی: "حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔"

امام احمد اور امام نسائی نے زبرقان کے طریق سے روایت کی:

أن رھطاً من قریش أرسلوا إلی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یسألونہ عن الصلاۃ الوسطی فقال: ھی الظھر، (ثم سألوا أسامۃ بن زید فقال: ھی الظھر) إن النبی ﷺ کان یصلی الظھر بالھجیر فلا یکون وراءہ إلا الصف و الصفان، والناس فی قائلتھم و تجارتھم، فأنزل اللہ: (حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوة الْوُسْطٰى) فقال رسول اللہ ﷺ: "لینتھین رجال أو لأحرقن بیوتھم۔" [28]

(27) مسند احمد: ۱۷۱/۴/۳۵، نمبر ۲۱۵۹۵، تاریخ کبیر للبخاری: ۴۳۴/۳، سنن ابو داؤد: ۱۱۲/۱، نمبر: ۴۱۱۔ سنن کبریٰ للبیہقی: ۴۵۸/۱۔

(28) مسند احمد: ۱۲۶/۳۶، نمبر: ۲۱۷۹۲، سنن کبری للنسائی: ۲۲۰/۱-۲۲۱، نمبر: ۳۶۰۔

قریش کے ایک قبیلے نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس **صلوۃ وُسطیٰ** کے بارے میں پوچھنے کے لیے ایک وفد بھیجا تو انھوں نے فرمایا:

وہ ظہر کی نماز ہے (پھر انھوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: وہ ظہر کی نماز ہے۔)

بے شک نبی ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھاتے تو آپ کے پیچھے ایک یا دو صف ہوتی اور لوگ قیلولہ اور تجارت میں لگے رہتے، تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: "حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ یا تو ضرور باز آجائیں گے یا ضرور میں ان کے گھروں کو جلا دوں گا۔

امام طبرانی نے "اوسط" میں ایک سند سے روایت کیا جس کے رجال ثقات سے ہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنہ سئل عن الصلاۃ الوسطی فقال: کنّا نتحدث أنھا الصلاۃ التی وُجِّہ فیھا رسول اللہ ﷺ إلی القبلہ: الظھر [29]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے **صلوۃ وُسطیٰ** کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ہم گفتگو کرتے تھے کہ وہ نماز جس میں رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ کیا گیا وہ ظہر کی نماز ہے۔

ان کا قول "ہم گفتگو کرتے تھے" اگر رفع کا حکم نہیں رکھتا ہے تب بھی اکثر یا کثیر صحابہ سے منقول ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں اس (ظہر) کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ پہلی نماز ہے جو کعبہ کی طرف پڑھی گئی۔ اس کی مزید فضیلت یہ ہے کہ یہ پہلی نماز ہے جسے حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو پڑھائی اور پہلی نماز ہے جو ظاہر ہوئی اور چند وجہوں سے یہی حضرت جبریل علیہ السلام کے صبح کی نماز کو چھوڑ کر اس سے ابتدا کرنے حکمت بتائی جاتی ہے۔

امام ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں کہا:

(29) المعجم الاوسط: ۸۳/۱، نمبر: ۳۴۰، الدر المنثور: ۸۳/۳۔

حدثنا زكريا بن يحيىٰ بن أبى زائدة، حدثنا عبد الصمد، حدثنا شعبة، عن عمر بن أبى سليمان، عن عبد الرحمٰن ابن أبان،عن أبيه،عن زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ فى حديث رفعه قال:"الصلاة الوسطى: صلاةالظهر"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس حدیث میں جس کو انھوں نے مرفوعاًروایت کیا ہے فرمایا:"**صلوٰۃوُسطیٰ** (درمیان والی نماز): نماز ظہر ہے۔"

یہ ہے جسے میں نے اس مسئلے کے بارے میں لکھا اور کسی نے مجھ سے پہلے نہیں لکھا۔ اللہ ہی کے لیے تمام حمد ہے۔

آپ کو معلوم ہو کہ یہ اور اس جیسے مسائل سے جاہلوں کی جماعت اور عام لوگ جنھوں نے علم کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں کی نہ ہی نظر و فکر میں ان کا کوئی حصہ ہے مجھے باز نہیں رکھ سکتے۔ آپ انھیں جہالت کی ہر وادی میں بھٹکتے ہوئے اور مہمل بکتے ہوئے پاؤ گے۔ (تحقیق و تدقیق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں) وہ اس طرح کی تحقیق میں اندازے سے اور اندھی چال چلتے ہیں۔

واللہ علی کل شیءٍ شھید، ومن ورائھم محیط۔

(اللہ ہر چیز پر گواہ ہے، اور انھیں پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے۔)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ادأب على جمع الفضائل جاهداً   وأدم لها تعب القريحة والجسد
واقصد بهاوجه الإله ونفع من   بلغته ممن جد فيها واجتهد
واترک كلام الحاسدين وبغيهم   هملاً فبعد الموت ينقطع الحسد

ترجمہ: فضیلتوں کو جمع کرنے میں خوب کوشش کرو اور اس کے لیے طبیعت اور جسم کی تھکاوٹ کو برداشت کرو۔ اس سے معبود اور اس کے نفع کا ارادہ کرو جسے وہ اس میں محنت و کوشش کرنے والوں میں سے پہنچے۔ حاسدوں کی باتوں اور ان کی بغاوت کو بے کار سمجھ کر نظر انداز کرو کیوں کہ موت کے بعد حسد منقطع ہو جاتا ہے۔

شیخ ولی الدین عراقی نے "شرح سنن ابوداؤد" میں فرمایا:

" حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے کہ **صلوٰۃ وُسطیٰ** نماز ظہر ہی

ہے کیوں کہ سخت گرمی میں پڑنے کی وجہ سے یہ صحابہ پر سب سے دشوار نماز تھی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی حفاظت پر ابھارنے اور اس کی سختی کے سبب سستی کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے اس کے بارے میں تاکید کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور جو مشقت انھیں اس نماز میں ہوتی تھی کسی دوسری نماز میں نہیں ہوتی تھی۔ یہ ظاہری استدلال ہے جس کی قبولیت ایسے صحابی سے صادر ہونے کی وجہ سے قوی ہے جس نے وحی و تنزیل کا مشاہدہ کیا۔" **ان کا کلام ختم ہوا۔**

کتاب ختم ہوئی، اللہ ہی کے لیے تمام حمد و احسان ہے اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور ان کے آل و اصحاب پر اور ان تمام خوب خوب سلام۔[30]

حسبنا الله ونعم الوكيل، ولاحول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم

(30) یاد رہے کہ یہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی تحقیق ہے اور انہوں نے "صلوٰۃ وسطیٰ" سے مراد نماز ظہر کو لیا ہے جب کہ ہم احناف کے نزدیک اس سے مراد نمازِ عصر ہے جیسا کہ صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ اپنی تفسیر "خزائن العرفان" اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: "حضرت امام ابو حنیفہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے اور احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں"۔

جمعیّت اِشاعت اہلِسنّت پاکستان
کی ایک دلکش کاوش

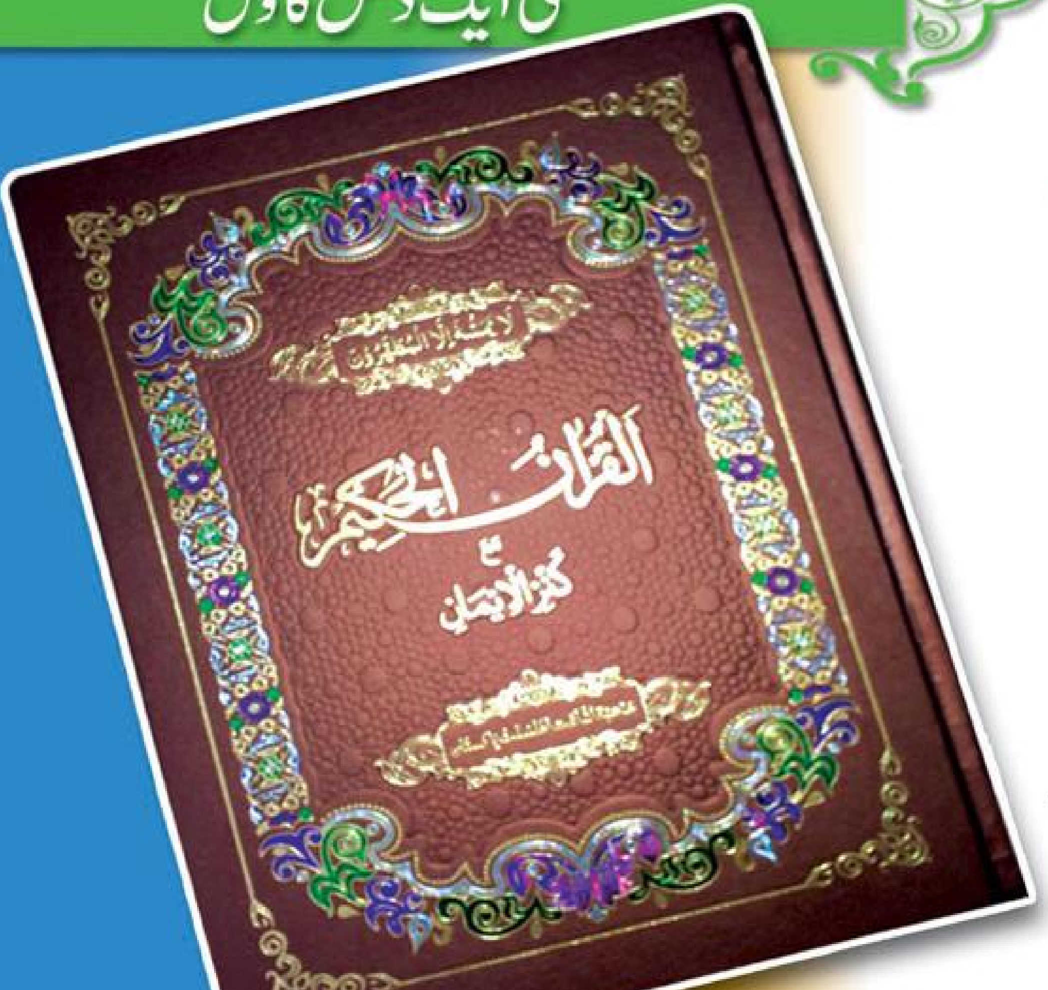

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن کنزالایمان

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے